Registered L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۱۱) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہے - ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

برطانیہ عظمیٰ خصوصاً ویز میں ریلویوں کی ذریعہ سے تیس ہزار ممبران بیشت کلیساؤں میں شریک ہوئے ہیں - **مکتی فوج کے جنرل** بوتھ نے ایک مقام پر درس دیتے ہوئے کہا کہ مکتی فوج کی طرف سے گذشتہ سال ۲۵ سو آدمی کینڈا میں بھیجے ہیں - امسال وہ دس ہزار آدمی بھیجنے کی توقع کرتے ہیں **لائیل پور میں** زراعت کے ایک کالج تحقیقات کا ایک انسٹیٹیوٹ قائم کرنے کی تجویز ہے اور اس کا کل سٹاف پنجابی لوگوں کا ہوگا - **کہتے ہیں کہ** چند گذشتہ مہینوں میں کئی ہزار چینی لوگ کلکتہ میں وارد ہوئے ہیں انہیں سے اکثر اہل حرفت اور دستکار ہیں اور کام مانگ رہے ہیں - **باریسال** میں سوداگروں کی ایک ایسوسی ایشن تجارت کی حفاظت کے لئے قائم ہوئی ہے اور انہوں نے اس امر کی قسم کھائی ہے کہ غیر ممالک کی اشیاء کی خرید فروخت نہ کرینگے - **بڑی خوشی کی** خبر ہے کہ ہندوستان میں سائنس اور دستکاری کی تعلیم میں ترقی دینے والی ایسوسی ایشن امسال بنگال سے قریب چالیس جوان طلبا مختلف ممالک میں دستکاری کی تعلیم کے لئے بھیجنے والی - **کلکتہ** میں سودیشی انجمن دن بدن زیادہ قائم ہوتی جاتی ہے - **نیشنل فنڈ** کی ایک میٹنگ میں یہ قرار پایا ہے کہ کسی مرکزی مقام میں ہر چہ بانی کا ایک مدرسہ جلد قائم کرنا چاہئے اس کام کے لئے دس ہزار روپیہ علیحدہ کر دیا گیا ہے - **محمدی حامیان** سودیشی انجمن ہے ضلع میمن سنگھ کا ایک زمیندار مسٹر اے - ایچ غزنوی ہے -

اور اس تحریک کو نہ صرف اپنے صوبہ ہی میں بلکہ دیگر صوبجات میں بھی بڑی سرگرمی سے پھیلاتا ہے - اس نے حال ہی میں کلکتہ کے اندر سودیشی کپڑوں کی ایک دوکان کھولی ہے - **کلکتہ** یونیورسٹی کے ایک گریجوایٹ مسٹر ایسیا چرن جو ٹوکیو کی شاہی یونیورسٹی میں علم معدنیات میں تعلیم پا رہے ہیں جاپان میں اپنا کورس ختم کرکے ماہ جون میں واپس ہندوستان آجائینگے - مسٹر چرن نے اس کو شہرت دی ہے کہ جرمن میں جا کر یہ تعلیم حاصل کریں **ڈیرہ اسمعیل خان** میں سودیشی زنانہ کی ایک کمپنی قائم ہوئی ہے اور اس کا سرمایہ بیس ہزار روپیہ فی حصہ پچاس ہزار روپیہ ہوگا - **بدیسی** کھانڈ کا استعمال ریاست فریدکوٹ میں بند اور اسکی خرید و فروخت کسنگا پورہ میں ریاست کے حکام کی طرف سے بند کر دیا گیا ہے - **سنہ ۱۹۰۵ء** میں کل رقبہ زیر کاشت برائے گندم ۱۳۹۵۰۰۰ ایکڑ اندازہ کیا گیا ہے -

دہلی - انبالہ - جالندھر - میانمیر - فیروزپور - ملتان سیالکوٹ - راولپنڈی - مری - گھوڑا گلی - کوہاٹ - امرتسر - ڈلہوزی دھرمسالہ - جہلم - کیمبل پور - کسولی اور بارہ گلی کی چھاؤنیوں میں ایکٹ قمار بازی کا نفاذ ہوگیا ہے - **کلکتہ** میں ایک ہندو مصنف کو بچہ چرانے کے جرم میں سزا ہوئی - **سری نگر** میں ۱۸ انچ برف پڑی - **بنگال** کے سکوں کے متعلق قانون پاس ہوگیا ہے - **ایشیاٹک سوسائٹی** بنگال نیچرل سائنس پر بہترین مضمون لکھنے والے کو انعام دیگی **آگرہ میں** بھی کاٹن مل تیار ہو رہی ہے جس میں ۲۵ ہزار تکلے جدید فوجی انتظام پر ۱۲ مارچ سے عملدرآمد ہوگا - **بندرگاہ** بمبئی کے متصل لکڑی کے ڈھیروں میں آگ لگ جانے کے سبب سے ۳ لاکھ کا نقصان ہوگیا - **صوبہ بہار** میں

یہ افواہ گشت کر رہی ہے کہ اس صوبہ کا سمت گورکھپور بنارس اور چھوٹا ناگپور ایک علیحدہ لفٹنٹ گورنر مقرر ہوگا - اور آیندہ صوبجات متوسط سے متعلق ہو جاویگا اور اس کا بھی لفٹنٹ گورنر علیحدہ مقرر ہوگا - دہلی پھر صوبجات متحدہ سے ملحق ہو جاویگا اور شاید سندھ پنجاب کا ایک حصہ بنجاوے - اور وہ کل رقبہ جس میں بنگالی بولی جاتی ہے مع آسام اور منی پور کے بنگال متحدہ کی زیر نفتش ہوگا - **سویڈن** میں اس امر کی تحریک ہو رہی ہے کہ مستورات کے لباسوں میں جانور کے پر کی ممانعت کی جاوے **کیلیفورنیا** کے پیشنٹ اشجار کی تجارت سے انگلستان میں امریکہ کے پھلوں کی قیمت دو چند بہت گھٹ جائیگی پھل ایسے صندوقوں میں بند کئے جاتے ہیں جنہیں سے تمام ہوا خارج کر دیجاتی ہے اور انکی بجائے گاس بھر دی جاتی ہے جس سے پھل بدستور خام ہی رہتا ہے اور پکتا نہیں - **بنگال** میں کالی گھاٹ ایک مشہور شہر ہے جہاں کالی دیوی کا مندر ہے - اس جگہ ایک قصائی زندہ بکریوں کی کھال اتار کر فروخت کیا کرتا ہے - غضب کا بیدرد قصائی ہے - **ٹراونکور** کی بڑی اور چھوٹی رانیوں کی شادی کا انتظام ہو رہا ہے جو اس سال کے آخر تک ختم ہو جاویگا - اس مقصد کے لئے کئی ایک شہزادے بطور امیدوار ہیں جنکا انتخاب بڑی خبرداری اور ہوشیاری سے ہوگا - فی الحال نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے شہزادوں کی جنم پتریوں کا معائنہ ہو رہا ہے **امیر کابل** نے حکم نافذ کیا ہے کہ کوئی شخص بلا انگریزی سرکاری سرٹیفکیٹ کے ہندوستان کی حدود سے بلوچستان میں عبور نہ کرسکیگا **انڈو چائنا** میں سے چاول کی اوسط برآمد قریب یکسان رہی ہے سنہ ۱۹۰۵ء میں ۱۲۸۹۷۰ ٹن میں سے ۲۳۳۵۰۰ ٹن کو چین چائنا - فرانس - جاپان اور جزائر فلپائن سے برآمد ہوئے -

ایڈیٹوریل نوٹس

تجلی - یعنی ترقی کا مذہبی حصہ جسمیں مذہب اور فلسفۂ مذہب پر بڑی دلچسپ اور مفید بحث ہوتی ہے - یہہ ماہواری رسالہ ترقی کا دوسرا حصہ ہے - دماغی طبعی اور علمی ترقی کی دوسری منزل مذہبی اور اخلاقی اور روحانی تجلی ہے - اس سال کے آغاز سے یہہ حصہ ترقی سے علیحدہ شایع ہونے لگا ہے - طرز تحریر مضامین سب اچھا اعلیٰ درجہ کے ہیں - اپنے مقصد اور فحوائے کو بڑی شائستگی اور متانت سے نباہتا ہے - تنقید اعلیٰ و آثار قدیمہ متعلق بائیبل و دیگر مذاہب - اخلاقی و روحانی مضامین - ترتیب مضامین اور لکھائی چھپائی و کاغذ سب اچھے ہیں - واقعی تجلی تجلی ہے اور اپنے مافی الضمیر کا لائق اور اعلیٰ نذیر ہے - ہر مسیحی خصوصاً ہر پرچارک اور مبشر کے ہاتھ میں ہونا چاہیے تاکہ وہ اس تجلی سے خود کو اور اپنے سامعین و مخاطبین کو مجلی کر سکے ؀

لودیانہ پرسبٹیری کا جلسہ سہارنپور میں ۳ ماہ اپریل کو ۱۱ بجے دن سے شروع ہوگا - اور پہلا دن دعا و عبادت میں صرف ہوگا اور نیز دعائیہ جلسے تمام ایام پرسبٹیری میں ہوتے رہینگے -

---

جامع العلوم - یہہ اخبار زیر ایڈیٹری گوسائیں سوامی دیال صوفی دیوگی مصنف خزانہ کرامات ہر انگریزی مہینے کی ۵ ویں تاریخ کو لاہور سے شایع ہوتا ہے - اور ہر اقسام مسمریزم و ہپناٹزم و یوگ ابھیاس وغیرہ وغیرہ علوم باطنی و روحانی شایع کرنا اس کا شعار ہے - مذہب کو ان علوم کے ذریعے شرح کرنا اس کا وطیرہ ہے - دیگر مفید مطالب متفرقہ درج کرنا اور اکثر معاش کی صورتیں بتانا اس کا دلی مدعا ہے

کاف سے قابلیت معلوم ہوگئی - شاید ناظرین اس عنوان کو دیکھکر چونک اٹھینگے کہ ہیں! اس سے کیا مراد؟ کسی کی قابلیت کاف سے معلوم ہوگئی؟ بیشک ناظرین کی یہہ حیرانی بجا ہے - مگر ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں - گذشتہ ہفتے ہم اور ہمارے ایک دوست پادری صاحب چیلیں سے منادی کرکے شام کے وقت واپس آرہے تھے - پادری صاحب نے ہمسے بیان کیا کہ شیخ الہ دین صاحب واعظ انجمن حمایت اسلام لاہور وارد حال دہلی نے ایک چھوٹا سا رسالہ "عدم نجات مذہب پولوسی" تیار کیا ہے اور اس میں یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ انجیل کے رو سے نجات ناممکن ہے - اسمیں پولس کی تعلیم کہ نجات ایمان سے ہے اور یعقوب کی تعلیم کہ نجات اعمال سے ہے ان دونوں تعلیمات کو باہم متضاد ثابت کیا ہے اور اس کے متعلق عہد جدید کی کئی اور آیات کا حوالہ دیا اور مقابلہ کیا اور ان سے دلیل لی ہے - ہمیں اس مضمون کے سننے سے تو جو کچھ خیال گذرا وہ تو گذرا ہی - جس کا ہم کسی اور وقت بیان کرینگے - مگر اس نام کو دیکھکر اور اس کے مضمون کا مقابلہ اس سے کرکے اور نیز اس نام کی ترکیب صرفی و نحوی اور فحوائے کلام پر غور کرکے بڑی ہنسی آئی - کہ میاں! پولوسی مذہب کیا؟ اور پولوسی مذہب کی نجات کا عدم کیا؟ ہمیں اس رسالہ کے دیکھنے کا از حد شوق ہوا - اور قصد مصمم کر لیا کہ واعظ صاحب سے جو اس وقت لودیانہ ہی میں وارد تھے ضرور اس رسالہ کو لیکر ہی گھر جاینگے - راستہ میں ہمنے اس نام کی ترکیب پر سوچا اور اس کے مطلب پر بھی غور کیا اور اپنے سے سوال کیا کہ انسان تو در اصل گنہگار ہے اور اسکو نجات کی ضرورت ہے - اور اسکو نجات مل بھی سکتی ہے - مگر کیا کوئی مذہب بھی ایک ذی روح اور عاصی ہستی مثل انسان ہے؟ کیا اس عاصی مذہب کی بھی نجات کا امکان یا عدم امکان ہو سکتا ہے؟ یہہ تو بڑی عجیب ترکیب ہے جو مصنف کے دلی مقصد سے جیسا کہ رسالہ ہذا سے ظاہر ہے بالکل بعید اور خلاف ہے - ہمنے یہہ مناسب سمجھا کہ واعظ صاحب موصوف ہی سے اس نام کے نیچے اضافتیں لگوالیں شاید ہماری ہی کم فہمی ہو چنانچہ ان سے استدعا کی گئی مگر جواب سلب میں پایا - بس جناب یہی کاف سے قابلیت معلوم ہوگئی کے معنی ہیں جب ابتدا ہی ایسی ہے تو انجام کی کیا امید ہو سکتی ہے - شاید واعظ صاحب کا منشا ہے کہ خون لگا کر شہیدوں میں شامل ہو جاویں - یہہ تو واعظ صاحب کی علمی لیاقت کا نمونہ از خروارے ہے باقی رہی مذہبی لیاقت اور قابلیت مصنف ہونیکی وہ پھر کسی وقت ہدیہ ناظرین کرینگے ؀

لارڈ کرزن اور لارڈ کچنر میں فوجی انتظام کے متعلق جو جھگڑا ہوا تھا اور جس کی وجہ سے لارڈ کرزن نے استعفا دیدیا تھا - آخر کار صاحب وزیر ہند نے اس کا فیصلہ لارڈ کرزن کی رائے کے موافق ہی کیا - یعنی کمانڈر انچیف ہند وایسراے کے ماتحت رہے گا - لارڈ کرزن کی تجویز ہندوستان کے لئے مفید تھی - غنیمت ہے کہ وہ پاس ہوگئی - اب کہیں لارڈ کچنر استعفا نہ دے دیں ؀ (تہذیب النسوان)

لیڈی بیرسٹر - میلبورن (آسٹریلیا) میں ایک لیڈی نے بیرسٹری کا پیشہ اختیار کیا ہے جب یہہ اول اول عدالت میں جانے لگی تو تماشا دیکھنے والوں کا بڑا ہجوم ہو جاتا تھا ؀ (رہ)

آگرہ کی خبر ہے کہ جن دو انگریزی فوجی افسران نے توہین عدالت کی تھی - انہوں نے مولوی سراج الدین صاحب جج عدالت مطالبات خفیفہ کے اجلاس میں حاضر ہوکر تحریری معافی مانگ لی - صلح پسند حاکم نے معاملے کو رفع دفع کر دیا ہے - (اردو اخبار)



بندر بندری کا بیاہ۔ ستیہ دھرم پرچارک جالندھر شہر کے بیان کے مطابق "امریکہ کے الیونوس نگر میں ایک بندر اور بندری کا بیاہ بڑی دھوم سے ہوا بندر کا نام شہزادہ بسمارک تھا اور بندری کا نام مس اپولیس تھا۔ دلہا اور دلہن نہایت ہی عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے شہر کے مجسٹریٹ نے بڑی سنجیدگی سے نکاح پڑھوایا۔ اور وہاں کے شرفا نے کنیادان کا فرض ادا کیا"۔ ہم نہیں جانتے کہ یہہ واقعہ کہاں تک درست ہے۔ مگر یہہ کہتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب نے اس کے مطلب کو ہی نہ سمجھا اور یونہی طنز کردی۔ صاحب یہہ تو بڑا اچھا موقع اس بات کے ظاہر کرنے کا تھا کہ دیکھو امریکہ والے وید کے مسئلہ آواگون کو مانتے ہیں۔ اگر نہ مانتے ہوتے تو بیاہ کا "پوتر سنسکار" حیوانات پر نہ کرتے۔ آریہ اور ہندوؤں کا تو عقیدہ ہی ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو کسی نہ کسی حیوان یا نباتات کی جون میں بالضرور جاتا ہے اور وہاں جاکر ایک مدت تک اس جنم کو بھوگتا ہے۔ اچھا۔ اگر امریکہ والوں نے یہہ "پوتر سنسکار" بندر اور بندریا پر کردیا تو کونسا آریاؤں کے مت کے خلاف کیا؟ وہ تو دراصل عورت اور مرد ہیں مگر بندر اور بندریا کی جون میں۔ آریاؤں کا یہہ طنز بیجا ہے۔ اگر عیسائی یا مسلمان کرتے تو بجا اور حق ہوتا ٭

جنوبی ہند میں طلا کی کانیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ مسٹر ٹی۔ ایچ۔ ہالنڈ صاحب ایف۔ آر۔ ایس نے جو ہندوستان کی جیولاجیکل سروے کے ڈائرکٹر ہیں۔ الیفنسول کے ایک جلسہ میں "جنوبی ہندوستان میں طلا کی کانیں" کے مضمون پر ایک درس دیا تھا۔ درس نہایت عمدہ تھا اور بڑے شغف سے سنا گیا۔ یہاں ہم اپنے ناظرین کی واقفیت اور فائدہ کی خاطر اسمیں سے چند باتیں خصوصاً تاریخی باتیں بالاختصار درج کرتے ہیں۔ جس سے ثابت ہوجائیگا کہ ہندوستان کی مٹی کے اندر کس قدر دولت مدفون ہے اور کہ قدیم زمانہ میں طلا کس افراط سے برآمد ہوتا تھا۔ وہوا ہذا ٭

اکثر مورخین نے ذکر کیا ہے اور یہہ ذکر لاریب ایک حقیقت ہے کہ زمانہ قدیم میں ہندوستان دنیا بھر کے اُن ممالک میں سے جنمیں سے کہ سونا برآمد ہوتا ہے اول درجہ پر تھا۔ ہندو و محمدی مورخین یکزبان ہوکر کہتے ہیں کہ ہندوستان کے مختلف حکام اور سرداران کے گھروں میں طلا کے تودوں کے تودے لگے رہتے تھے۔ اور طلائی زیورات اور سکوں کا تو کچھ شمار ہی نہ تھا۔ نہ صرف قدیم زمانہ ہی میں اس وقت بھی اس براعظم کے طول وعرض میں خاندانوں کے درمیان سونے کے زیورات کم وبیش مستورات کے زیب تن ہیں یا زمین کے نیچے مدفون ہیں۔ ہند کے ان علاقجات میں جو اس ابتدائی مرکز کے قرب وجوار میں واقع ہیں ادنیٰ ذاتوں کی مستورات بھی اس قیمتی دہات کے زیورات پہنتی ہیں۔ اور یہہ رسم غالباً کئی صدیوں سے چلی آتی ہے۔ جیسے کہا گیا کہ اُس عرصہ میں جو برطانوی حکومت سے قبل تھا کم از کم سات سو ملین پونڈ یعنی ۳۵ کروڑ سیر سونا ہندوستان کی طلائی کانوں سے برآمد ہوا۔ یہہ کہنا دشوار ہے کہ اس قدر سونا کس طرح دستیاب ہوا ہوگا۔ مگر دراصل اس بات کے کہنے کی کوئی وجہ نہیں کہ یہہ بیان اصل حقیقتوں کا مبالغہ ہے۔ اس امر کے ظاہر ثبوت موجود ہیں کہ ہندوستان کے بہت سے حصوں میں خصوصاً اس جزیرہ نما کے جنوب میں ہی قدیم زمانہ کے اندر طلائی کانوں کا کام بڑے وسیع اور کامیاب پیمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ ریاست میسور اور سلطنت حیدرآباد اور احاطہ بمبئی کے جنوبی حصے اور احاطہ مدراس کے بعض مختلف اضلاع میں بیشمار قدیم عملے پائے جاتے ہیں۔ اُن میں سے اکثر مقامات میں کان کنی کا کام زیادہ زیادہ وسیع پیمانہ پر اور میلوں فراخ پایا جاتا ہے۔ جو جیولاجیکل تراکیب میں اور یفرس (auriferous) کے نام سے مشہور ہیں اسمیں شک کا ذرا سا بھی شائبہ پایا نہیں جاتا کہ ان کانوں میں سے سونا نکالا جاتا تھا۔ لیکن ہمیں یہہ امر بھی قابل تسلیم ہے کہ اس عمل سے بڑا بھاری فائدہ ہوتا تھا جب ہم یہہ دیکھا کرتے ہیں کہ گذشتہ بیس سال میں انده کولار کی طلائی کانوں میں سے اس کے خوش نصیب حصہ داروں کو ماسوائے اُن رقوم کثیر کے جو تنخواہوں۔ مزدوریوں۔ اور ذخائر وغیرہ وغیرہ میں خرچ ہوئیں دس ملین (یعنی ایک کروڑ روپیہ) سے بھی زیادہ حصہ میں آیا تھا اور کہ غالباً یہہ رقبہ تمام ہندوستان کے اس کل رقبہ کا جسمیں قدیم زمانہ کے اندر سونا نکلتا تھا ایک دسواں حصہ بھی نہیں ہے تو اس امر پر شک کرنے کی ذرا سی بھی گنجایش محسوس نہیں ہوسکتی کہ وہ سات سو ملین پونڈ سونا جس کے بارے میں ابھی ذکر ہوا۔ ہندوستان میں حکومت برطانوی سے پہلے دستیاب ہوا تھا وہ محض تخمینہ ہی ہے ٭

اگرچہ کان کنی کے اُن عملیات کی بابت جو قبل سلطنت انگلیشیہ سے پیشتر ہندوستان میں عملدرآمد ہوا کرتا تھا بہت ہی کم بیانات پائے جاتے ہیں تسپر بھی یہہ یقینی امر ہے کہ اکثر کانیں بہت قدیم زمانہ کی ہیں۔ اور دیگر کانیں میسور کے سلطان ٹیپو کے اور دیوان اعظم پورنیا کے وقت کی ہیں اور جب سلطنت برطانیہ اس ملک میں آئی یعنی اٹھارھویں صدی کے اختتام پر تب سے ان کانوں میں کام ہونا بند ہوگیا ٭

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد اور گذشتہ صدی کے ابتدائی سالوں تک اس عمل پر بالکل مہر لگ گئی تھی۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ ملک کی حالت بالکل غیر مطمئن تھی اور کچھ اس سبب سے کہ بعد میں ایسے غیر سرکاری لوگوں کو جنسے توقع کیجا سکتی تھی کہ وہ ایسے کام کا بیڑا اٹھاتے انکو اپنے روپے جمع کرنے کے زیادہ تر موقع و وسائل مل گئے تھے جنسے کہ اُن دنوں میں بہت سا فایدہ پہنچ سکتا تھا۔ علاوہ اسمیں کچھ شک نہیں کہ لوگ اُن دنوں میں اپنی دولت کو برطانوی فاتحوں سے چھپائے رکھتے تھے اور اس امر سے

بھی بالکل ناواقف تھے کہ آیا اسی قسم کی معدنی پیداوار ہندوستان میں ہوسکتی ہے یا نہیں ؛

قومی مشنری سوسایٹی - اس سوسایٹی کے متعلق تمام انتظام اور بندوبست ہو چکا ہے۔ ہندوستانیوں کو اس کے ساتھ بڑی ہمدردی - دلچسپی خوشی اور فخر ہے مگر یہہ کل امور اس وقت حقیقی یا عارضی معلوم ہو جائینگے جبکہ اس میں چندہ دینیوالوں کی تعداد زیادہ ہو جائیگی زبان سے اور اخباروں میں قلم سے بہت کچھ اظہار مسرت ہو چکا ہے۔ اصلی لگاؤ اور خیر اندیشی دیسی مسیحیوں کی تب ظاہر ہوگی جبکہ روپیہ سے اس کی امداد ہو۔ مانا کہ ہندوستانی مسیحی بہت غریب ہیں اور ہر شخص بڑی بڑی رقمیں اسمیں نہیں دیسکتا اور نہ ہی ان سے یہہ توقع ہوسکتی ہے کہ اس قدر زر کثیر فراہم ہو جائیگا جسقدر کہ مطلوب ہے۔ پھر بھی لوگ اگر تھوڑا تھوڑا بھی دیں تو وہ بمصداق - قطرہ قطرہ بہم شود بسیار ایک خاصی رقم بنجائیگی - اور یہہ کام بڑی خوش اسلوبی سے چلیگا۔ ہمارے ہندو مسلمان بھائیوں کی اور یورپین مشنریوں اور دیگر صاحبان کی نظریں اس طرف لگی ہوئی ہیں کہ دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور ہندوستانی مسیحی اس کام کو جس کا انہوں نے بیڑا اٹھایا ہے کہاں تک نباہتے ہیں۔ اگر اس میں کامیابی ہوئی تو ہمارے زہے نصیب ورنہ شرمندگی اور پشیمانی۔ بھائیو کوشش کرو۔ مسیح کی خاطر جان و مال سے ہرگز دریغ نہ کرو۔ لیکن یہہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کامیابی محض روپے ہی سے نہیں ہوا کرتی بلکہ اس کام کے لئے ہندوستانی مسیحیوں کے جوان بیٹوں اور بیٹیوں کی زندہ قربانیوں کی اشد ضرورت ہے۔ اب وقت ہے کہ مسیحی دولتمند روپیہ سے اور دیگر مسیحی نوجوان مسیح کی خاطر اپنے آپ کو وقف کرکے اس سوسایٹی میں نام لکھوادیں اور جلد کام پر مستعد ہوکر ہمہ تن اس میں مصروف ہو جاویں۔ اس سوسایٹی کے خزانچی صاحب کا نام اور پتہ ذیل میں ہے ؛

Mr K. T. Paul B. A
Vepery, Madras

کل ترسیل زر انہیں کے پاس ہونی چاہئے۔ اور سیکرٹری صاحب کا پتہ یہہ ہے۔ جو شخص اپنے آپکو اس کام کے لئے کسی طرح سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں اور اس کے کھیت میں کام کرنے کو تیار ہیں وہ اُن سے خط و کتابت کرلیں ؛

Mr V. S. Azarieh
Palam Cottah Madras

عقرب گزیدہ کا علاج - اخبار کرسچن پیٹریٹ کے کئی نمبروں میں مختلف نامہ نگاروں سے مختلف علاج عقرب گزیدہ کے درج کئے ہیں ہم ناظرین کی خاطر یہاں پر اُن کو درج کرتے ہیں۔ (۱) خالص شہد کا ایک قطرہ لیکر مقام ملسوعہ پر چند منٹ تک ضماد کریں فوراً آرام آجائیگا مجرب ہے۔ (۲) تخم مہندی کا ایک بیج لو اور اسکو کسی چیز پر ایسا رگڑو کہ خوب گرم ہو جاوے۔ بعدہٗ اُس کو فوراً اس مقام پر لگادو جہاں کہ بچھونے کاٹا ہو اور ایک پٹی اس کے اوپر باندھ دو ہرگز خطا نہ ہوگا - (۳) ایک انگریزی دوا Liquor Epispetica یا Blisterey Fluid کو جو اکثر انگریزی دوائی خانوں میں سے دستیاب ہوسکتی ہے اس مقام پر خوب مل دو فائدہ ہوگا - (۴) زندہ سور کا تھوڑا سا خون لے کر خشک کر رکھو حسب ضرورت اسکو کسی ٹھیکرے یا پتھر پر پانی سے گھس کر اس مقام پر لگادو جہاں بچھونے کاٹا ہو اور دھوپ میں خشک کر ڈالو۔ چند ہی منٹوں میں خود بخود زایل ہو جائیگی۔ یہی نسخہ مار گزیدہ کے لئے بھی کافی ہے۔ (۵) نصف تولہ عام نمک لو اور اس کو پانی میں ڈالکر چبا ڈالو اور کل عرق نگل جاؤ۔ ایک دو پیاز لیکر کوٹ لو اور اس کو عمدہ صاف کپڑے میں ڈالکر اگر بچھونے دہنی طرف کسی جگہ کاٹا ہے تو عرق کو بائیں کان میں نچوڑ دو اور اگر بائیں طرف کاٹا ہے تو دائیں طرف کے کان میں نچوڑ دو اور اسی عرق میں سے تھوڑا سا اس مقام پر بھی مل دو جہاں بچھو ڈس گیا ہے اور کپڑا گرم کر کرکے چند لمحہ تک سینک دیتے رہو فوراً آرام ہو جائیگا ؛

عشاء ربانی میں متعدد پیالے - ہمارے مسیحی بھائی اس امر سے تو آگاہ ہوں ہی گے کہ آجکل انگریزی مسیحیوں کی کلیساؤں میں عشاء ربانی کے وقت جدا جدا پیالوں کا رواج پڑ گیا ہے اور اسی طرح بعض ہندوستانی کلیساؤں میں بھی۔ چنانچہ اسی معاملہ کے متعلق بنارس سے ایک نامہ نگار کا خط ہمارے پاس پہنچا ہے کہ بنارس اور مرزا پور کے لنڈن مشن کی کلیسیا میں عشاء ربانی کا نیا طریقہ نکلا ہے کہ چھوٹی چھوٹی پیالیاں ایک ترے میں رکھی اور ان میں وائین ڈالی جاتی ہے اور پھر شرکاء کے درمیان اُس کو پھرایا جاتا ہے۔ ہر ایک شخص ایک ایک پیالی اٹھا لیتا ہے۔ اور دوسرا شخص ان خالی پیالیوں کو جو اہل عشاء واپس کرتے ہیں جمع کرتا جاتا ہے۔ ہمارے اکثر ہندوستانی بھائی اس طریقہ کو معیوب جانتے اور اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس وجہ سے عشاء ربانی میں شریک بھی نہیں ہوتے" نامہ نگار صاحب اس طریقہ سے اتفاق رائے بالکل نہیں ہے وہ ناظرین کی رائے دریافت کرتا ہے۔ مہربانی سے ہمارے معزز پادری صاحبان اس امر میں اپنی اپنی رائے جلد تحریر فرماویں تاکہ سایل مذکورہ کی تشفی ہو ؛

ہماری رائے میں یہہ طریقہ نہایت ہی معیوب منشائے عشاء سے بالکل خلاف۔ اتحاد کی جڑ کاٹنے والا۔ کلیسیا کے ممبران میں باہمی نفرت اور نفاق اور بدعت پیدا کرنے والا - بے ایمانی کی جڑ لگانے والا۔ اور ہر قسم کی اخلاقی اور روحانی خرابی پیدا کرنے والا ہے ؛



انسان کے چہرہ سے انسان کا مطالعہ

انسان کی اخلاقی وروحانی زندگی کی تاریخ اُس کے چہرے پر منقش ہوتی ہے۔ بعض پاکیزگی اور ناپاکیزگی۔ نکاوت یا جہالت رحم یا ظلم۔ شرافت یا رذالت وغیرہ وغیرہ اوصاف بڑے بڑے حروف میں انسان کے چہرے پر لکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جنکو ہر ایک شخص پڑھ سکتا ہے۔ مگر دستکار اور اہل تفرس اُس نوشتہ کو بوضاحت وآسانی مطالعہ کر سکتے ہیں۔ تمام دنیا اس چہرہ کو پڑھ سکتی ہے جس پر بھلائی یا برائی۔ مسیح کی یا دنیا کی شناخت کنندہ ہے اس مطالعہ سے مطالعہ کنندہ کے دلپر بڑا اثر ہوتا ہے اور وہ ان میں سے کسی نہ کسی کا ہمشکل بنجاتا ہے یا ایسے شخص سے پیار یا نفرت کرنے لگ پڑتا ہے۔

کہتے ہیں کہ سوئٹزرلینڈ کا ایک ملحد مصور ایک نہایت حلیم الطبع جماعت کے چہروں کے مطالعہ ہی سے مسیح کا شاگرد بنگیا تھا۔ اس کو یہہ کہا گیا تھا کہ کسی فوج کے ایک دستہ کا حلیہ کھینچ دے جو کہ شنفیلڈ واقع انگلستان میں عبادت کے لئے فراہم تھا بمطابق اس عرض کے اسنے ان لوگوں کے چہرہ کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ اور نتیجہ یہہ ہوا کہ مثل بحر طلاطم کے جو کبھی قرار نہیں پکڑتا۔ اپنے جذبات کے طوفان سے تہ وبالا ہوکر اور گناہ کے بار سے دبی ہوئی ضمیر کے دکھوں اور آزار سے اس نے اپنے عمق قلب سے اُن لوگوں کے چہروں کا مطالعہ کیا اور معلوم کرلیا کہ اُن کے چہروں پر ایک غیر معمولی صلح واطمینان اور بشاشت کی روشن عبارت مکتوب ہے۔ اور اُن کے بشروں سے لمعان بہجت ہمتو منتشر ہو رہے ہیں۔ اس نظارہ نے اسکو اپنی گنہگاری اور لاچاری کا قایل کر دیا۔ اُس نے معلوم کرلیا کہ ان لوگوں کے پاس وہ شے ہے جو میرے پاس نہیں اور جسکی مجھے اشد ضرورت ہے۔ یوں اُن کے چہرے اسکو مسیح تک پہنچا دینے کا باعث ہوئے ٭

نہ چاہئے کہ مسیحیوں کا چہرہ اُس طرح چمکے جس طرح موسیٰ کا چہرہ اس وقت چمکتا تھا جبکہ وہ کوہ سینا سے اتر رہا تھا اور بنی اسرائیل اس کے چہرہ کو دیکھکر خوفزدہ اور لرزاں تھے۔ بلکہ جسطرح مسیح کا چہرہ اس وقت چمک رہا تھا جبکہ وہ آسمان سے اترکر زمین پر آیا اور لوگ چھوٹے بڑے اونیٰ اعلیٰ۔ سب کے سب جوق جوق ہمیشہ اس کے گرد حلقہ مارے کھڑے رہتے تھے۔ اور جب وہ کہیں چلا جاتا تو اُس کی تلاش میں دور دور سے اور تحفے اٹھا اٹھا کر آتے اور اس سے روحانی برکتیں پاتے تھے۔ جس مقدار میں مسیحی شخص مسیح میں زندگی بسر کرتا ہے اسی مقدار سے خدا کی راستبازی پاکیزگی حقیقی معرفت رحمت اور صلح کا نور اُن کے چہروں سے منعکس ہوکر تاریک اور کمزور روحوں کو جو اس کے گرد نواح میں بستی ہیں نور اور قوت دیتا ہے ٭

ویل مچھلی کا دودھ۔ ویل کو عام لوگ مچھلی کی ایک قسم تصور کرتے ہیں لیکن دراصل وہ مچھلی نہیں بلکہ دودھ پلانے والا ایک دریائی جانور ہے۔ پروفیسر مرصاحب اس جانور کی پرورش میں بڑی دلچسپی اور مہارت رکھتے ہیں انہوں نے بہت سی ویل مچھلیاں پال رکھی ہیں اور انکو اپنے ہاتھوں پر خوب ڈال لیا ہے۔ نیز انہوں نے ایک کل بھی ایجاد کی ہے جس سے انکا دودھ دوہتے ہیں کیونکہ ہاتھ سے اسکا دودھ نکالنا محال ہے۔ ایک ویل مچھلی دن بھر میں ساٹھ یا ستر سیر دودھ دیتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کا دودھ نہایت ہی شیریں۔ فرحت بخش۔ گاڑھا اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ اور دنیا میں اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کی گائے کے دودھ سے بھی اس میں مکھن زیادہ ہوتا ہے۔ کیمسٹری کے طریقے سے دریافت کیا گیا ہے کہ اس دودھ میں ان امراض کے ذریعہ کے ویسے ہی اجزا موجود ہیں جیسے کہ لوگ کاڈلیور آیل کا استعمال کرتے ہیں ٭

مسیحی کارندوں کے لئے ہدایتیں۔

۲- بنی آدم کے لئے خدا کی تجویز۔

ابتدائے آفرنیش سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ پیدایش ۱: ۲۶ میں ہمکو پتہ لگتا ہے کہ خدا کا انسان کو اپنی صورت پر پیدا کرنے میں کیا مقصد تھا۔ اور جب گناہ کے سبب وہ صورت بگڑ گئی اس وقت سے زمانہ بزمانہ خدا اپنی تجویز کو جس کا ذکر ہم پولوس کے خط رومیوں ۸: ۲۹ میں پاتے ہیں بتلا رہا کہ خدا چاہتا ہے کہ انسان اُس کے بیٹے کے ہمشکل ہووے۔ اس تجویز کو زیادہ واضح کرنے کے لئے نجات کا تمام کام کلوری پر صلیب کے وسیلے پورا کیا گیا اور اب جلالی مسیح سے اسکی بڑی سفارش کے وسیلے جو بنی آدم کے حق میں آسمان پر کرتا ہے جاری رہتا ہے۔ پولوس خدا کی اس تجویز کو عمل میں آتے ہوئے اور پھل لاتے ہوئے دیکھکر ۲ قرنتی ۳: ۱۸ میں کہتا ہے کہ ہم سب بے پردہ ہوئے چہرے سے خداوند کے جلال کو گویا آئینے میں دیکھ دیکھ کے جلال سے جلال تک خداوند کی روح کے وسیلے اسکی صورت پر بنتے جاتے ہیں"

اس تجویز کو محسوس کرنے کے لئے انسان کو اگر وہ گناہ میں گرفتار نہ بھی ہوتا خدا کی ضرورت ہوتی۔ لیکن گناہ کے دخل پانے کی حالت میں خدا کا یہہ کام ہے کہ وہ بنی آدم کے لئے نجات مہیا کرے۔ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے یہہ ضروری ہے اور بنی آدم کے لئے خدا کی تجویز کی غرض اور مقصد مسیح کے الفاظ میں ظاہر کی گئی ہے۔ دیکھو یوحنا ۳: ۱۶ "خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لاوے ہلاک نہ ہووے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاوے"۔ ضرور تھا کہ الٰہی ہمدردی اپنی محبت کے باعث مصیبت زدہ بچوں کے لئے کوئی راہ نکالے مسیح نے اپنے اس کلام میں جو اس نے اماؤس کو جاتے ہوئے دو ساتھیوں کو بتلایا ہے کہ خدا کی محبت پر کیسا دباؤ تھا۔ کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح دکھ اٹھاوے اور اپنے جلال میں داخل ہووے"۔ دلوقا ۲۴: ۲۶ لیکن

اُس کا جلال بنی آدم کے لئے خدا کی تجویز کی تکمیل میں نجات کے کام کا پورا کرنا ہے۔

دعا۔ خون خریدوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ رات جو خداوند نے کھوئی بھیڑ کو ڈھونڈنے میں بسر کی کیسی تاریک تھی۔ اے الٰہی چوپان میری مدد کر تاکہ میں دیکھ سکوں کہ تیرے آنے سے کس طرح خدا کی وہ محبت جسکی غرض یہہ ہے کہ خدا کا مقصد مجھ میں پورا ہووے ظاہر کی گئی ہے۔

مُرَاسلات

نمبر (۲٦)

وہ طریقے جنسے کفایت شعاری میں کچھ فائدہ نہین

(۱) بعض دفعہ بہت سستی چیزوں کو خریدنا روپے کا ضائع کرنا ہے۔

بعض دفعہ سب سے زیادہ سستی چیزیں سب سے زیادہ مہنگی پڑتی ہیں۔ بگڑی ہوئی خوراک بہت سستی خریدی جا سکتی ہے۔ لیکن شاید آخر میں وہ بہت مہنگی پڑے۔ پرانے اونی کپڑوں کی بہت قیمت نہیں ہے اور نہ وہ دیر تک چلتے ہیں۔ پچھتر سینٹ فی گز کا ایک غالیچہ جو تین سال تک چلتا ہے اس غالیچے سے زیادہ مہنگا پڑتا ہے۔ جو ایک ڈالر فی گز ہو مگر چھ سال تک جاتا ہے۔ لیکن پہلی قسم کا غالیچہ زیادہ سستا پڑ سکتا ہے۔ اگر وہ اُس کمرے میں بچھایا جائے جو بہت کم استعمال میں آتا ہے۔ میرے پاس تانبے کا ایک دیگچہ ہو جو ۱۲ برس پیشتر جب بالکل نیا تھا تو بہت مہنگا تھا لیکن سات سو یا آٹھ سو مرتبے کپڑا دھونے کے کام میں لانے کے بعد بھی وہ اچھی حالت میں ہے یوں تو آخر میں وہ زیادہ سستا ہی پڑا۔

(۲) ذہن کی پرورش میں بہت کفایت شعاری مت کرو۔

مناسب نہیں کہ ذہن کو اسکی خوراک نہ پہنچے یا وہ آدھی خوراک پر رکھا جاوے۔ کتابیں اخبارات اور وہ شوق جو سالوں تک ان کے پڑھنے سے پیدا ہوتا ہے تمہارے گھر کے درست شغل کے لئے ضروری ہے وہ تمہارے بچوں کی ٹھیک تعلیم کے لئے بھی ضروری ہے وہ ان ذہنی سواریوں کو بہت بڑھا دیتے ہیں جو بچوں کو زندگی میں کامیاب ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ روزمرہ کے اخبار کے بغیر بھی تمہارا اور تمہارے بچوں کا کام چل سکتا ہے۔ لیکن تمہیں ایک اچھا ہفتے وار اخبار اپنے لئے چاہئے اور ایک اپنے بچوں کے لئے اور کبھی کبھی کوئی کتاب بھی ہووے کتابیں اور اخبارات آجکل سستے ہیں۔

(۳) مناسب آمدنی کے تدارک میں غفلت کر کے روپیہ بچانیکی کوشش نہ کرو۔

اپنے گھر کا بیمہ کرا لو ورنہ شاید تم اس کو بالکل کھو دو کسی عمدہ کمپنی میں اپنی زندگی کا بیمہ کرا لو تب اگر تم مرو تو کمپنی تمہارے گھر کا باقی قرض ادا کریگی اور شاید جو کچھ تم دے چکے ہو وہ بھی تمہارے خاندان کو مل جائیگا۔

(۴) خیرات اور فیاضی کے معاملات میں بعض لوگ سب سے پہلے کفایت شعاری کرتے ہیں حالانکہ اس میں سب سے پیچھے ہونی چاہئے کیونکہ ایک شریعت ہے۔ خیال اور وہم نہیں بلکہ حقیقی شریعت وہ سب چیزوں پر منقش ہے انجیل اس کا اظہار کرتی ہے انسانی تجربہ اس کی تصدیق کرتا ہے تاہم لوگ اُسکو ماننے کے لئے سست مزاج ہیں یہہ شریعت بتلاتی ہے کہ انسان کے لئے یہہ اچھی مصلحت ہے کہ فیاض ہو بشرطیکہ اس کی فیاضی میں ایمان اور اچھی دانش کی آمیزش ہو۔

"کوئی تو ایسا ہے جو کھنڈاتا ہے تب بھی مال بڑھتا ہے پھر کوئی ہے جو نیکی سے ہاتھ زیادہ کھینچتا ہے پر صرف کنگال پن کی طرف میلان ہے۔" امثال ۱۱: ۲۴۔

"وہ جو مسکینوں کو دیتا ہے۔ محتاج نہ ہوگا پر جو چشم پوشی کرتا ہے اسپر بہت لعنتیں ہونگی۔" امثال ۲۸: ۲۷۔

وہ جو مسکینوں پر رحم کرتا ہے خداوند کو ادھار دیتا ہے جو کچھ اس نے دیا ہو گا وہ اسے پھیر دیگا۔" امثال ۱۹: ۱۷

تم ساری دہکیوں گنجینے میں لاؤ۔ . . . اور میں نگلنے والوں کو تمہاری خاطر سے ڈانٹوں گا اور وہ تمہاری زمین کے حاصل کو برباد نہ کریگی۔ اور تمہاری تاک کھیت میں بے پھل نہ ہوگی رب الافواج فرماتا ہے"۔ ملاکی ۳: ۱۱۔

اپنے مال سے اور اپنی ہر قسم کی افزائش کے پہلے پھلوں سے خداوند کی تعظیم کر تو تیرے انبار خانے کثرت پیداوار سے معمور ہوں گے اور تیرے کولھو نئے مے سے چھلک جائینگے۔" امثال ۳: ۹ و ۱۰۔

بہر حال خلقکو اپنی تمام تدبیروں اور کاروبار میں شریک کرو وہی اس لائق ہے کہ انہیں کامیابی بخشے یا مصیبت میں ڈالے وہ ان قرضوں کو جو ادا نہیں ہو سکتے اچھی طرح سے جمع کرتا ہے۔ اگر اس کے کلام کی پیروی کی جاوے تو وہ نیک صلاح کار ہے اور وہ تمہیں بہت سے بے ضروری قرضوں سے بچا سکتا ہے میں یہہ تو نہیں کہتا کہ وہ تمہاری خاطر معجزے دکھلائیگا۔ لیکن وہ تندرستی کفایت شعاری اور محنت کشی کے ان قوانین میں تمہاری مدد کریگا جنہیں وہ خود استعمال کرتا ہے اور جنہیں تم زیادہ عمدگی کے ساتھ سمجھو گے۔ اگر اسے پیار کرو اور اسکی خدمت بجا لاؤ جو تم محبت کے کام میں دیتے ہو وہ ایسی خیرات ہے جس کا تعلق تمہارے ہمجنسوں سے ہے لیکن خدا کے لئے یہہ بطور قرض کے ہے یہہ وہ کرایہ ہے جو تم تندرستی زندہ اور اس دنیا کے استعمال کرنے کی خاطر ادا کرتے ہو جسے اس نے بنایا ہے اگر تم کوئی کھیت کرایہ پر لو تو تم سے امید کی جاوے کہ منافع سے اپنے گھر کی

قیمت ادا کرو تو کیا تم امید کرتے ہو کہ اگر کرایہ کا روپیہ ادا نہ کرو تو تم اقبال مند ہوگے ؛

اگر میں کنجوسی سے کفایت کروں جیسا کہ میں نے اپنا گھر حاصل کرنے کے لئے کی ہے تو میں جیسا کہ ۱۰ برس سے کرتا آیا ہوں ۔ اب بھی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ محبت کے کام کے لئے برابر ادا کرونگا اور میں صلاح دیتا ہوں کہ تم بھی ایسا ہی کرو ؛

اب ہم فرض کریں کہ ہمارے پاس گھر یا کم از کم اس کے سامان کے خریدنے کے لئے کافی روپیہ ہے تو میری دوسری صلاح یہہ ہے کہ۔

خریدنے اور تعمیر کرنے میں بڑی ہوشیاری کرو ؛

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم

از راہ نوازش ذیل کے مضمون کو نور افشاں کے کسی گوشے میں جگہ دیکر بندہ کو ممنون فرمائیے ۔

ضلع دہرہ دون کے پچھوہ طرف الفنیلڈ گرانٹ کے بازار میں ۱۱ فروری کی ۵ تاریخ سنہ رواں کو دیانندی آریوں کی سبھا ہوئی ۔ خاکسار بھی معہ اور مسیحیوں ومعہ چند سوالوں کے سبھا مذکور میں جا ڈٹا ۔ خاکسار نے جناب پنڈت سوامی درشنانند پروفیسر صاحب سے گفتگو کی

اول مسیحی ۔ باعتبار چہار وید کے انسان کو کتنے عرصہ میں ہدایت ہو سکتی ہے ؟

پروفیسر صاحب ۔ سو برس میں ۔

مسیحی ۔ کونسی وید سے ثابت ہے ۔

پروفیسر صاحب ۔ یجروید کے انیسوئیں ۱۹ ادھیائے کے منتر تیس ۳۰ میں ؛

مسیحی ۔ بھلا ایسے مذہب سے کیا فائدہ جس حال کہ انسان کی عمر سو برس کی ہونی دشوار ہے کیونکہ کوئی تو دس کوئی بیس کوئی تیس برس کی عمر میں گذر جاتا ہے تو انکو مکتی کا کیا اعتبار ۔ ہاں یہہ امید تو صرف انجیل شریف ہی میں ہے جسمیں صاف یہہ لکھا ہے کہ خداوند یسوع پر ایمان لاؤ تو تو اور تیرا سارا گھرانہ ابھی نجات پائیگا ؛

دوم مسیحی ۔ خدا باعتبار ازلی ہونے کے کیا کسی شے کا محتاج ہو سکتا ہے ۔ اور کیا اس میں کوئی تبدیلی واقع ہو سکتی ہے ؟

پروفیسر ۔ خدا اپنی ہستی کے لئے کسی شے کا محتاج نہیں ۔ صفات کے لئے جو غیروں سے علاقہ رکھتی ہے محتاج ہے خدا کے پاس ملکیت ازلی ہے ۔ خدا چیز ازلی رکھتا ہے ۔ ازلی رعایا کا مالک ہے ۔ اسمیں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی ؛

مسیحی ۔ جس حال کہ آپنے فرمایا کہ خدا باعتبار ازلی ہونے کے نہ تو محتاج ہو سکتا اور نہ کوئی تبدیلی واقع ہو سکتی ہے ۔ لیکن تو بھی روح و مادہ ایک دوسرے کے محتاج دکھلائی دیتے ہیں نہ بغیر روح کے مادہ کچھ کر سکتا نہ بغیر مادہ کے روح کچھ کر سکتی یا بول سکتی ۔ اور تبدیلی اس قدر واقع ہوتی کہ کبھی کتا کبھی بلی کبھی گدھا بن جاتے ہیں لہذا وہ ازلی نہیں ؟

پروفیسر ۔ نہ تو مادہ تبدیل ہوتا ہے اور نہ مادہ کا کوئی جزو ضایع ہوتا ہے ۔

مسیحی ۔ تو جس حال کہ روح و مادہ ازلی قرار دیئے گئے ہیں تو وہ بھی کسی دوسری شے یا جنس کے محتاج نہیں ہونے چاہئیں اور نہ ان میں کوئی تبدیلی واقع ہونی چاہئے ۔ مگر روز مرہ کے تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ روح مادہ کی محتاج ہے اور مادہ روح کا محتاج ۔ کہ بغیر مادہ کے روح نہ تو بول سکتی اور نہ کچھ کام کر سکتی ۔ اور اسی طرح مادہ بغیر روح کے کچھ نہیں کر سکتا کیونکہ ہم نے کبھی کسی مردے جسم کو بولتے یا چلتے یا کام کرتے نہ دیکھا اور نہ حاضرین میں سے کسی نے کبھی ایسی ناممکن بات دیکھی ہوگی اور اگر دیکھی تو بیان کرے ورنہ دیانندیوں کا یہہ دعوی خود پروفیسر صاحب کے منہ سے رد کر دیا کہ یہہ بالکل جھوٹھ اور سراسر باطل ہے کہ روح و مادہ ازلی ہیں ۔ اب یہہ دعوی باقی رہتا ہے کہ سوا خدا آسمانی باپ کے سارے چیزیں جو اس دنیا میں موجود ہیں اسی واحد کی خلق کی ہوئی ہیں ۔ نہ صرف یہی بلکہ جناب پروفیسر صاحب نے حاضرین کے روبرو اقرار کیا کہ باعتبار ازلی ہونے کے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی ہے ۔ مگر جیون کے پھیر میں آکے کوئی دیانندی بیل بنتا ہے کوئی گدھا کوئی کتا کوئی الو وغیرہ کیوں پروفیسر صاحب جی اب یہہ کیسے صحیح معلوم ہو سکتے ہیں ۔ کہ آپ ہی کے دعوی نے آپکی پگڑی کو بھی رد کر دکھایا ۔

سوم مسیحی ۔ گیان آتما میں ہی یا دیہہ میں ؟

پروفیسر ۔ عالموں نے علم کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ۔ علم حضوری و علم حصولی ۔ علم حضوری آتما میں رہتا ہے اور علم حصولی من میں ۔ دیہہ میں بالکل نہیں ۔

مسیحی ۔ دوسرا جنم آتما لیتی ہے یا دیہہ ؟

پروفیسر ۔ جنم آتما لیتی ہے ۔

مسیحی ۔ تب کتا کیوں نہیں اگنی کی پرستش کرتا ؟ اسکی دیہہ میں کیوں نہیں برائی بھلائی کی پہچان رہتی ہے جس حال کہ آپ نے ابھی فرمایا کہ آتما میں گیان رہتا ہے اور بموجب فرمان آپ کے آتما ہی دوسرا جنم لیتی ہے ؟

پروفیسر ۔ ہاں یوگ کی وجہ سے جان سکتے ہیں اور بتا بھی سکتے ۔

مسیحی ۔ تو بتلائیے ؟

پروفیسر ۔ ظاہر نہ کرنا یا یاد نہ رکھنا پرماتما کا قانون ہے ۔

مسیحی ۔ بس صاحب ایسے بے منصف پرماتما کا کیا بھروسا جو کہ خود کسی کے گیان کو بھلا دے ایسے کو کون پرماتما یا منصف خدا قرار دیگا ؟

چہارم مسیحی ۔ جنم سے کرم ہے یا کرم سے جنم ؟

پروفیسر ۔ جنم سے کرم ہے ۔ تفصیل ۔ ایک یونی ہے جو



دنیا کے آغاز میں بلا والدین ہوئے ہیں وہ کرم یونی ہے۔ جو دنیا کے درمیان میں والدین سے پیدا ہوئے وہ منش اوبھے یونی ہیں جو حیوان سے پیدا ہوئے سو بھوگ یونی ہے ؎

مسیحی۔ ابھی آپ نے اقرار کیا کہ جنم سے کرم ہیں ایسا تو ہم بھی مانتے ہیں۔ لہذا دیانندیوں کا مسئلہ تناسخ رد ہوا ؎

ہفتم مسیحی۔ بہ لحاظ قواعد۔ فاعل۔ فعل۔ مفعول آپکا مفعول کون ہے؟

پروفیسر۔ فاعل جیو آتما۔ فعل جو وہ کرتا ہے۔ سامان جو اس کو ملیں۔ اس لئے ہمارا مفعول کوئی نہیں ہے۔

مسیحی۔ جیسا آپنے فرمایا کہ ہمارا مفعول کوئی نہیں ہے لہذا کرموں پر فخر کرنا نالائقی ہے۔

مثال۔ ایک باپ اپنی مہربانی سے اپنے بیٹے کو حکم دیتا ہے کہ بیٹا فلان کام کرو فلان مت کرو اور جب وہ کر چکے تو سو یا دو سو اشخاص کے روبرو سر بازار سینہ نکالکر اپنے والد سے حاکمانہ کہے گا کہ میں نے تیری کل فرمانبرداری کی اب مجھ کو جائداد دو؟ تو اس بیٹے کو کون لائق و بیٹا ذار دیگا نہ صرف والد مگر دیگر اشخاص بھی اسکو نالائق کہینگے اس طور سے ہم خدا باپ سے جبراً کوئی برکت حاصل نہیں کر سکتے۔ مگر صرف اُس کے فضل و رحم سے یعنی خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے کیونکہ دینے والے کو فخر کی گنجائش ہے لینے والے کو کچھ نہیں لہذا دیانندیوں کا فخر باطل ؎

ہشتم مسیحی۔ بہ اعتبار سائینس کے پانی برسنے اور ہوا صاف ہونے کا قانون بتلایئے؟

پروفیسر۔ سورج کی گرمی سے پانی کے اجزا بھاپ بنکر ہوا میں اُڑکر اور ٹھنڈی ہوکر برستے ہیں۔

مسیحی۔ تو ہوم کرنا فضول ہے!

پروفیسر۔ ہاں۔ ہوم سے بھی بارش ہوتی ہے

مسیحی۔ مہربانی کرکے ہوم سے بارش ابھی کرکے دکھلایئے

پروفیسر۔ ہمارے پاس سامان نہیں ہے۔ آپ ہمیں سامان دیجئے تو

مسیحی۔ دھرم آپکا۔ اصول آپکا۔ اور غیرتمند آپ۔ سامان دیں ہمیں۔ مسیحیوں کے پاس تو کل سامان کا مہیا کرنے والا خداوند یسوع مسیح ہے بس۔ اب جاتے ہیں تسلیمات عرض

راقم

یونس۔ دانیل۔ از انفیلڈ مشن کیمپ ضلع دہرہ دون

اِستفسار

اگر کسی صاحب کو مسٹر نجف علی برادر پادری حبیب علی صاحب مرحوم کا پتہ معلوم ہو کہ آپ آجکل کہاں تشریف رکھتے ہیں تو مہربانی فرماکر بذریعہ اخبار نورافشان اطلاع دیں۔ ممنون ہونگا ؎

راقم۔ ش۔

پُرانے عہدنامہ کی زبان

زبانوں کے نام

(۱) عزرا ۴/۸ سے ۶/۱۸ یرمیاہ ۱۰/۱۱ دانیل ۲/۴ سے ۷/۲۸ کے سوائے پرانے عہدنامہ کی زبان کو عبرانی زبان کہتے ہیں لیکن پرانے عہدنامہ کے مصنفوں نے کہیں بھی اپنی زبان کو عبرانی زبان نہیں کہا۔ انہوں نے اس زبان کو "کنعانی زبان" (یسعیاہ ۱۹/۱۸) "یہودی لغت" یا "یہودی زبان" (۲ سلاطین ۱۸/۲۶و۲۸ نحمیاہ ۱۳/۲۴) کہا۔ اہل اسوریا ان لوگوں کی زبان کو "جیم دیس کی بولی کہا کرتے تھے" یہودیوں کے ربی لوگ اس زبان کو "زبان مقدس" کہتے تھے یا بمقابلہ تارگم کے اس کو محض "متن" کہتے تھے یا بمقابلہ ربیوں کی زبان کے اسے "شریعت کی زبان" کہتے تھے بعض فلسطینی یہودیوں نے اس زبان کو عبرانی زبان کہا عموماً یونانی مائل یہودی اس زبان کو عبرانی زبان کہتے تھے لہذا پہلے زمانے کے مسیحیوں نے بھی اس زبان کو عبرانی زبان کہا (اعمال ۲۱/۴۰) اسی طرح اس زبان کا نام عبرانی پڑگیا ؎

(۲) مذکورہ بالا مقامات سوائے عزرا ۴/۸ سے ۶/۱۸ یرمیاہ ۱۰/۱۱۔ دانیل ۲/۴ سے ۷/۲۸ آرامی زبان میں ہے اس زبان کو پرانے عہدنامے ہی میں ارامی زبان کہا۔ ان کے علاوہ چند اور مقامات میں بھی ارامی الفاظ پائے جاتے ہیں۔ مثلاً پیدائش ۳۱/۴۷ آیت میں لابن نے اس تودے کا نام جسے یعقوب نے جلعاد کہا آرامی بولی یجر شاہدو تھا ؎

(۳) ارامی زبان کے علاوہ پرانے عہدنامہ میں اور دیگر زبانوں کے چند الفاظ آگئے یعنے مصری موآبی عمونی۔ صیدانی۔ صوری۔ اموری۔ فارسی فلستی وغیرہ۔ مگر یہ الفاظ خاصکر ناموں کے لئے مستعمل ہوئے

لفظ عبرانی

اگرچہ زبان کے لئے نہیں تو بھی پرانے عہدنامے میں لفظ عبرانی قوم کے لئے باربار آچکا ہے۔ اُن مقامات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ؎

(۱) غیر قوموں نے اُن کو عبرانی کہا مثلاً پیدائش ۳۹/۱۴ و ۴۱/۱۲ خروج ۱/۱۹ و ۲/۶ اسموایل ۴/۶و۹ و ۱۳/۱۹ و ۱۴/۱۱ و ۲۹/۳ ؎

(۲) انہوں نے آپ بھی اپنے تئیں عبرانی کہا لیکن غیر قوموں سے گفتگو کرتے وقت مثلاً پیدائش ۴۰/۱۵ و خروج ۳/۱۸ و ۲/۷ یوناہ ۱/۹ وغیرہ

(۳) غیر قوموں کے مقابلہ میں بھی وہ عبرانی کہلائے مثلاً پیدائش ۱۴/۱۳ و ۴۳/۳۲ خروج ۱/۱۵ و ۲۱/۲ استثنا ۱۵/۱۲ اسموایل ۱۳/۳و۷ ۱۴/۲۱ یرمیاہ ۳۴/۹و۱۴

لفظ عبرانی کی وجہ تسمیہ

(۱) بعض اس

لفظ کو ابیرام سے نکالتے ہیں پر عبرانی قواعد کی رو سے یہہ خیال غلط ٹھہرتا ہے کیونکہ لفظ ابیرام حرف الف سے شروع ہوتا ہے اور لفظ عبرانی حرف عین سے الف عین میں نہیں بدلتا۔

(۲) بعض اس لفظ کو عبر سے (دیکھو پیدائش ۱۰: ۲۱ و ۲۴ و ۲۵ و ۱۱: ۱۴-۱۷ التواریخ ۱: ۱۸، ۱۹، ۲۵) نکالتے ہیں جو سام کی اولاد اور ابرہام کے باپ دادوں میں سے تھا۔ یہہ گمان صحیح ہوسکتا ہے ؛

(۳) بعض اس لفظ کو עבר (عبر) سے نکالتے ہیں جسکے معنی عبور کرنا یا پار جانا ہے۔ خصوصاً آجکل علماء کا اتفاق اس ہی معنی کے ساتھ زیادہ ہے انکا گمان ہے کہ عبرانیوں کا یہہ نام اس لئے پڑا کہ وہ دریائے فرات یا یردن سے عبور کرکے کنعان میں داخل ہوئے ؛

سودیشی ایمانداری

تقسیم بنگالہ کا نتیجہ بنگال کے لئے بھلا ہو یا برا لیکن ملک کے حق میں تو برکت کا باعث ہے۔ سچ ہے کہ ایک نقصان کی تلافی دوسری نعمت کرتی ہے۔ تمام ملک میں سودیشی تحریک کا دریا ایسا موجزن ہو رہا ہے کہ عورتوں اور بچوں تک سودیشی سودیشی پکار رہے ہیں۔ چاروں طرف ملک میں دیسی صنعت وحرفت کا نہ صرف چرچا بلکہ آغاز ہو رہا ہے۔ جابجا دیسی اشیاء کے کارخانے جاری ہو رہے ہیں۔ یہہ سب باتیں ملک کی بہبودی پر دال ہیں۔ سودیشی محرکوں سے میری ایک درخواست ہے کہ ایسے کاموں کے واسطے کہانتک ہمکو ایمانداری کی ضرورت ہے یا ایسے دنیوی کاموں کے واسطے ایمانداری اور سچائی کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے بازمیں ملک کے عام دوکاندار کہا کرتے ہیں۔ کہ بغیر جھوٹ کے کام نہیں چلتا۔ کیا سودیشی تحریک بھی ایمانداری سے نہیں چل سکتی۔ یا جس ایمانداری سے آجکل دیسی بیوپاری کام کر رہے ہیں۔ اس کو ہم کیا نام دیں۔ میں نے اُس کا نام سودیشی ایمانداری رکھا ہے جبکہ آغاز ہی سودیسی تحریک کا سودیسی ایمانداری ہے۔ تو میں نہیں معلوم کرسکتا کہ اس میں کہاں تک سودیشی محرکوں کو کامیابی ہوگی ہمارے سودیسی اہلکاروں کی نسبت تو یہہ عام رائے ہے کہ خدا نہ کرے کہ کسی سودیشی حاکم کے پاس مقدمہ جاوے۔ پردیسی (انگریز) کے پاس جانے کو خوش ہیں۔ کہ وہاں سے انصاف کی امید ہے۔ مگر دیسی اکثر راشی اور ظالم ہوتے ہیں۔ ہمارے دیسی بیوپاریوں کو ملک کے لوٹنے کا عجیب موقعہ ہاتھ آگیا ہے۔ کہ ہر ایک چیز گران کر دی ہے۔ اور انہیں دھوکا بازی ہو رہی ہے۔ جب اُن سے اِس کا ذکر کیا جاوے۔ تو کہتے ہیں کہ ولایت کی چیزوں میں بھی دھوکا ہے۔ اور ابھی ہمارے کارخانے عام نہیں ہوئے۔ اِس لئے گران ہے۔ ولایتی کی چیزوں میں چونکہ دھوکہ ہے۔ اِس لئے ہمکو بھی دھوکے کی چال چلنی چاہئے۔ عجیب منطق ہے میں یہاں صرف ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

سودیسی تحریک کی وجہ سے آجکل انگریزی کھانڈ بڑی ستی ہو رہی ہے۔ اور سودیسی محرک دیسی کھانڈ کے طالب ہیں۔ اِس لئے سودیسی کھانڈ بڑی مہنگی ہو رہی ہے۔ تو اب ہمارے سودیشی ایماندار ہندو اور مسلمان بیوپاری انگریزی کھانڈ لیکر اُسکو خراس یا چکّی میں پسواتے ہیں۔ پھر اُسمیں دیسی شکر ملاکر خوب ملتے اور کوٹتے ہیں تب اُس کی صورت دیسی کھانڈ کی ہو جاتی ہے۔ اس کو دیسی کرکے بیچتے ہیں۔ اُسکی پہچان یہہ ہے۔ کہ جو چیز اُس سے بگاڑ نکالی ہوگی۔ صاف رنگ نہ ہوگا۔ چاء بےمزہ ہوگی۔ میٹھے چاولوں کا کوانڈا مزہ ہوگا۔ ہمارے سودیسی ایماندار بیوپاری قسم کھاکر کہتے ہیں کہ یہہ دیسی کھانڈ ہے۔ میں نے نہ صرف ایسی کھانڈ استعمال کرکے دیکھی ہے۔ بلکہ پستی دیکھی ہے۔ جب اعتراض کیا۔ تو کہا کہ کیا کریں دیسی کھانڈ کہاں ملتی ہے کس طرح گذارا کریں ؛

افسوس کا مقام ہے کہ آغاز ہی میں ایسی ایمانداری ہے۔ آیندہ کیا جانے کیا ہوگا۔ میں نے تو اپنے سودیشیوں کی ایمانداری دیکھکر پھر ولایتی کھانڈ کا استعمال شروع کر دیا کیونکہ سودیشی ایمانداری کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ امید ہے کہ سودیسی تحریک کے لیڈر ایمانداری کی تحریک کے بھی لیڈر بنینگے ورنہ کام نہ چلیگا ؛

راقـــــم

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ؟
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا ؟

چینی لونڈی

تو نے کہا "تم سوتی تھی۔ میں نے کام کا حکم دیا تھا نہ سونے کا۔ میری غیر حاضری میں اسی طرح کام کیا کرتی ہو۔ شام ہونے کو ہے اور تم نے ابتک کچھ نہیں کیا میں تمہیں سکھلاؤنگا اور بتلاؤنگا کہ جب کام کا حکم دیا جاوے تو کس طرح سویا کرتے ہیں۔ اپنے ہر ایک فقرے کے ساتھ ساتھ زیادہ زور سے چابک مارتا چلا گیا۔ وہ بہت ہی چلائی اور ہائے توبہ کی مگر اس نے ایک نہ سنی۔ ہو نے تو کام کرنے کا حکم دیا تھا مگر بجائے کام کرنے کے اُسے سوتی ہوئی پایا وہ اس کو ایسا سبق سکھلانا چاہتا تھا جس کو وہ کبھی نہ بھولے اور اس کو ایسے سبق سکھلانے پڑے۔ اگرچہ وہ کبھی کبھی مہربانی دکھلاتا مگر اکثر بےرحمی کرتا اور بعض اوقات بالکل درندگی ظاہر کرتا تھا ؛

جب ہو نے خیال کیا کہ اس کو کافی سزا مل چکی ہے تو کہا۔

" اب جاؤ۔ اور کام کرتی رہو جب تک کہ یہہ تھیلا

جسمیں میں گھاس کی جڑیں لائی ہوں اور جب تک نہ بھر جاوے رات سے پہلے پہلے بھر دو ورنہ اسی جگہ ٹھہر کر رات کو چاندنی کی روشنی میں بھرنا پڑیگا۔ اگر شیروں سے بچنا چاہتی ہو تو جلدی کرو اور اگر تم جڑوں سے تھیلا بھر کر نہیں لاؤ گی تو کھانا نہیں ملیگا"۔ یہہ کہہ کر بھینس کو لیکر گاؤں کو چلا گیا۔

جب لڑکی نے دیکھا کہ وہ چلا گیا ہے پہلے تو وہ اس کے پیچھے بھاگ کر جانے اور منت کرنے کو تیار ہوئی کہ مجھے اکیلی نہ چھوڑو شیر آجاوینگے۔ لیکن اس نے جانا کہ اگر اس نے دیکھ لیا کہ میں کام نہیں کرتی تو اور بھی ماریگا۔ اس لئے وہ بھاری کھرپا اٹھا کر گھاس کھودنے لگی۔ کوڑوں کی ضرب سے اس کی پیٹھ۔ کندھے اور بازو ایسے درد کرتے تھے کہ وہ بالکل کام نہیں کر سکتی تھی چند منٹوں کے بعد ٹھہر جاتی اور درد کے مارے چلاتی تھی۔ آہستہ آہستہ درد کم ہو گیا اور وہ زیادہ زور سے کھودنے لگی۔ لیکن آہ! رات کے وقت شیروں کے آنے کا خیال اسکو بہت ہی ڈرا رہا تھا۔ اس کا دل دھڑکنے لگا اور یہہ خیال اس کی برداشت سے باہر ہو گیا وہ اس کو کسی صورت سے اپنے دل سے نہیں نکال سکتی تھی۔ خوف کے مارے لحظہ بہ لحظہ سر اٹھا اٹھا کر دیکھتی تھی کہ کوئی شیر تو نہیں آتا۔

کچھ عرصے تک وہ اپنے پورے زور سے کھودتی رہی۔ اور اپنے ہاتھوں میں جلن اور درد محسوس کرنے لگی۔ ٹھہر گئی اور دیکھا کہ ہاتھوں میں بڑے بڑے آبلے پڑ گئے ہیں۔ بیچاری حیران تھی کہ اب کیا کرے؟ تھیلا اب تک نہیں بھرا تھا۔ رات ہونے والی تھی ہاتھ ایسے زخمی ہو گئے ہیں کہ کام نہیں کیا جا سکتا تھا۔ علاوہ اس کے شیروں کا ڈر بھی تھا کام کرنا ضرور تھا پر ہاتھ کام نہیں دیتے تھے کیا کرے ایسی سوچ میں کچھ منٹوں کے لئے بیٹھ گئی۔ اور اچانک چیخ کر اور شیر شیر پکارتی ہوئی بھاگ نکلی۔ اپنے پیچھے کسی کے آہستہ آہستہ آنے کی آہٹ سنی تھی اور یقین کیا کہ شیر آگئے ہیں۔

فوراً کھیاؤ کی آواز نے اسکو بلایا۔

"بھاگو مت میں کھیاؤ ہوں۔ شیر نہیں تھا" پیچھے پھر کر دیکھا کہ لڑکا کھیت کی دوسری جانب سے آ رہا ہے۔ لنگ سو کا دل ایسے زور سے دھڑک رہا تھا کہ وہ اسکی آواز سن سکتی تھی۔

اس نے کہا "کھیاؤ میں خوش ہوں کہ تم ہو۔ میں نے شیر سمجھے تھے اور ڈر کے مارے بھاگ رہی تھی کہ وہ مجھے کھا نہ جاویں۔ کھیاؤ نے کہا میں شیر نہیں ہوں بلکہ تمہارا رفیق ہوں۔ تم اس وقت کیا کر رہی ہو"؟

لنگ سو نے اسکو سارا حال کہہ سنایا اور بتلایا کہ کس طرح مالک نے کوڑوں سے مارا ہے۔

لڑکے نے کہا "کاشکہ وہ مر جاوے اور اس کو بچے لے جاویں اور وہ کتے کی جون میں بھی نہ آوے وہ کتے سے بھی بدتر ہے"۔

لڑکی نے کہا "کھیاؤ۔ ایسا مت کہو وہ کبھی کبھی اچھا آدمی بھی ہوتا ہے"۔

کھیاؤ نے کہا "ہاں جب وہ سوتا ہے۔ اس حالت میں کوئی بھی برا معلوم نہیں ہوتا۔ وہ کسی اور وقت اچھا کیوں نہیں ہوتا"؟

لنگ سو نے جواب دیا "وہ ہوتا ہے۔ صرف کبھی کبھی برا ہو جاتا ہے۔ کھیاؤ کیا اس تھیلے کو جڑوں سے بھرنے میں میری مدد کرو گے"؟

لڑکے نے کہا "ہاں میں ضرور مدد کرونگا۔ مجھے کھرپا دیدو۔ میں گھاس کھودونگا اور تم اس کو جھٹکتی جاؤ ہم سورج کے غروب ہونے سے پہلے پہلے اس کو بھر لیں گے"۔

سورج کے غروب ہونے سے پہلے انہوں نے کام ختم کر لیا تھا۔ کھیاؤ جڑوں کا تھیلا اپنی پیٹھ پر اٹھائے ہوئے اور کھرپا ہاتھ میں لیکر لڑکی کے پیچھے پیچھے گاؤں کی طرف چلا۔ جب تک گاؤں کی دیوار کے اندر داخل نہ ہوئے لنگ سو کا دل دھڑکنے سے بند نہ ہوا۔ اس کو یہہ خیال کر کے کہ وہ فصیل دار گاؤں میں رہتی ہے بڑی خوشی ہوئی۔

جب لنگ سو کاہستے گھر پر واپس آئی تو ہو سنے کچھ نہ کہا۔ غالباً وہ اپنی اس بے رحمی کے سبب جو اس نے لنگ سو پر کی تھی شرمندہ تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ آئندہ اسے مہربان رہنے کا ارادہ کر چکا ہے۔ کم از کم اس وقت تک جب کہ پھر غصہ نہ آجاوے۔ اس روز شام کو ہی وہ سونے کے لئے اپنے بستر میں چلا گیا اور لنگ سو جیسا کہ تہو کی جورو اور بیٹی کا دستور تھا اس روز لوگوں کو دیکھنے اور انکی گفتگو سننے کے لئے گاؤں کے چوگان میں چلی گئی۔ چاندنی رات تھی مطلع بالکل صاف تھا اور رات دن کی طرح روشن تھی۔ کئی لڑکے اور لڑکیاں پرانے بڑ کے نیچے اکٹھے تھے۔ لنگ سو بھی ان میں جا شامل ہوئی وہ بڑی سنجیدگی سے آپس میں گفتگو کر رہے تھے کہ ہر ایک ہم میں سے کیا کیا بنیگا۔

ایک لڑکے نے کہا "میں عالم بنونگا اور چین نامی عالم کی طرح لمبا چوغہ پہنا کرونگا۔ میں کوئی کام نہیں کرونگا کیونکہ عالموں کو کوئی کام کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی"۔

دوسرے نے کہا "اُن کو کچھ نہیں کرنا پڑتا۔ وہ لوگ اپنا کھانا کہاں سے حاصل کرتے ہیں۔ انہیں بھی اوروں کی طرح کمانا پڑتا ہے۔ گو وہ اپنے ہاتھوں سے کام نہیں کرتے تو ان کے سر اور زبان کو تو کام کرنا پڑتا ہے"۔

پہلے لڑکے نے کہا "یہہ کام نہیں ہے۔ وہ عمدہ اور نیا کپڑا پہنتے ہیں۔ انہیں دھوپ میں باہر جانے کی ضرورت نہیں۔ ان کا رنگ گورا ہوتا ہے اور اپنے ناخنوں کو جس قدر چاہتے ہیں بڑھا سکتے ہیں اور وہ ہمیشہ بڑے خلیق رہتے ہیں"۔

ایک چھوٹے لڑکے نے کہا "میں شاہنشاہ بننا چاہتا ہوں۔ میں محل میں رہونگا۔ اور مجھے کھانے کے لئے عمدہ سے عمدہ کھانا اور پہننے کے لئے سب سے اچھا کپڑا میسر ہوگا"۔

رسید زر

بابو اندریاس - ذمہ دار جونس صاحب	ے
مسٹر ای - جانسٹن - شاہ آباد - ذمہ دار پادری	
کے - بی - سرکار	۱۲/
پادری - کے - بی - سرکار تھانیسر	ہے
پادری کے - منوحا	ہے
مس ایم - ڈیمس - لکھنو	۱۲/
بابو سل منصوری	۱۲/
مسٹر اے - سالومن - بستی	۱۲/
مسٹر یعقوب علی بارہ بنکی	۱۲/
ڈاکٹر ای - سی - جشوعا	۱۲/
پادری این - ایم سینگی سکندرہ آباد	ے
منشی کمیشر امل - گوجرانوالہ	۱۲/
پادری - جے - ٹی - بروسک - شملہ	ہے
پادری جے - ڈی - بیشل - کراچی	ہے

ضرورت

ڈوڈو ظیفے مبلغ آٹھ آٹھ روپیہ ماہوار کے ہر ایک ہندوستانی کرسچنوں کے واسطے جو اس کالج میں تعلیم پاوینگے - اور جن کی عمر بیس یا بائیس سال سے کم ہوگی - اور جنہوں نے امتحان انٹرنس پہلے یا دوسرے ڈویژن میں پاس کیا ہو - دو سال تک دیئے جاوینگے - جو طالب علم زیادہ معلومات کرنی چاہتے ہوں - پرنسپل صاحب سے خط و کتابت کر سکتے ہیں - سینٹ - سٹیفن کالج دہلی ٭

رنوٹ، بیس اپریل کے بعد کوئی درخواست لی نہ جائے گی ٭

ضرورت

گجرات پنجاب اینڈین مشنری سوسائٹی کو اورنگ آباد ضلع گجرات پنجاب کے لئے ایک عیالدار تجربہ کار مسیحی شرع بشر کی ضرورت ہے - تنخواہ علاوہ مکان مبلغ ۳۰ سے ۳۵ تک حسب لیاقت - پنجابی اور انگریزی دان کو ترجیح دیجائیگی - درخواست معہ نقول اسناد مشتہر کے پاس آنی چاہئیں ٭

المشتہر

دیدار سنگھ سکرٹری اینڈین مشنری سوسائٹی گجرات پنجاب

ضرورت

ایک جونیر انگلو ورنیکلر استاد کی ضرورت ہے - مسیحی کو ترجیح دی جائیگی - معہ نقول اسناد پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجی ہوں

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

پرسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کا فنڈ

اطلاع دیجاتی ہے

کہ پرسبیٹیرین بیواؤں و یتیموں کے فنڈ کی حالت نہایت عمدہ و ترقی پذیر ہے تجربہ کار صاحبان کی طرف سے اس بات پر حکیمانہ شہادت ہے ستاون برس کے اندر اس فنڈ نے قریباً ستر ہزار روپیہ خرچ کرکے پنشن دیدیا ہے اور اس وقت سرکاری نوٹ کے ذریعہ سے قریباً چالیس ہزار روپیہ پونجی رکھا ہوا ہے کوئی اور پنشن فنڈ ایسے سستے طور پر پنشن نہیں دیتا ہے اس میں ہند کا ہر ایک مسیحی اپنی بیوی بچوں کے لئے پنشن کی تجویز کر سکتا ہے جس کسی کو چاہئے منیجنگ ڈائرکٹر صاحب خوشی سے اس فنڈ کی بابت پوری خبر دیں گے ٭

درخواست کی جاتی ہے کہ جو صاحب اس فنڈ میں شریک ہوں ان دوستوں کے نام اور پتہ جن کو وہ اس فنڈ میں شریک کرنا چاہتے ہیں - ڈائرکٹر صاحب کے پاس بھیجدیں ٭

المشتہر

پادری ڈاکٹر جے کلارک منیجنگ ڈائرکٹر لکھیالا لاہور

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ ۱۲/

قیمت سالانہ معہ محصولڈاک ے ۱۲/ ہے

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۱۲/	ہے	ے
چوتھائی کالم	ہے	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	اعہ
پورا کالم	عہ	اعہ	ﮧ
پورا صفحہ	ﮧ	ﮧ	لﮧ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲ر مابعد کے ایک آنہ فی سطر

ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا

رنوٹ، نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں ٭

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویردار سنڈے سکول بلا محصول عہ

" " " " " " معہ محصول عہ

" سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

ممیرے کا سرمہ

پانچ ہزار روپیہ انعام

انعام پانچ ہزار روپیہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

انعام پانچ ہزار روپیہ

معزز لگزیروں میڈیکل کالج کے پروفیسروں، نامور ڈاکٹروں، والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے۔ ضعف بصارت، تاریکی چشم، دھند، جالا، پڑوال، غبار، پھولا، سبل، سرخی، ابتدائی موتیا بند، ناخنہ، پانی جانا، خارش وغیرہ۔ معزز ڈاکٹر اور حکیم پنجاب اور گورنمنٹ کے آنکھ کے مریضوں پر اب اسی سرمہ کا استعمال کرتے ہیں۔ چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی۔ بچے سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکسان مفید ہے۔ قیمت اسی لئے کم رکھی ہے کہ خاص و عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں۔ قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے دو روپیہ۔ ہیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ۔ خالص ممیرونی ماشہ ... روپیہ۔ معری سرمہ فی تولہ ... خرچ ڈاک ذمہ خریدار۔ درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔

المشتہر پروفیسر سیوا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب

تازہ سندات — ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟ — تازہ سندات

۱۔ میں نے ہیرے کا سرمہ جو کہ سردار سیوا سنگھ صاحب نے خود بنایا ہے آپکے خواص بہت سے مریضوں پر استعمال کر کے دیکھا ہے اور میں اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ یہہ نادر ہیرے کا سرمہ نہایت ہی مفید اور آنکھوں کی بیماری کیواسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ میں نے اپنے تجربہ میں آجتک کوئی سرمہ اس سے بہتر فائدہ بخش نہیں دیکھا۔ میں انکو جنکی آنکھوں میں ضعف یا کسی قسم کی شکایت ہو بڑے زور سے استعمال کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔ یہہ سرمہ مفید اور زیادہ فائدہ بخش ہوگا پانی آنے دھند، خارش، سرخی، چشم کیواسطے دیگر ادویات سے زیادہ فائدہ بخش ثابت ہوگا اور میں یقین کرتا ہوں کہ آپ نے اس قدر سستے داموں میں یہہ سرمہ ایجاد کر کے ملک اور قوم پر بڑا احسان کیا ہے۔ اس کا شکریہ الفاظ میں ہونا محال ہے۔ ضروری ہے کہ ملک کے تمام لوگ آپکے سرمہ سے مستفیض ہو کر فائدہ اٹھائیں اور ہر طرح کی آنکھوں کی بیماری سے نجات حاصل کریں۔

راقم پنڈت گنگا رام صاحب۔ ڈاکٹر حضور نواب صاحب بہادر بہاولپور۔

۲۔ جناب پروفیسر سیوا سنگھ صاحب! اولو الشکر تسلیم۔ مزاج شریف۔ آپ کے یہاں سے بذریعہ ویلیو پی ایبل سرمہ منگا کر استعمال کیا۔ جسکا مفید ہوا بلکہ صحت کلی ہو گئی۔ آپکا تیار کیا ہوا سرمہ علاوہ پانی، سرخی چشم، دھند، جالا، کی بیکاری کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ابتدائی موتیا بند میں بھی مفید ہے بصارت کو طاقت دیتا ہے۔ بہت سے مریضوں پر استعمال کیا۔ ہمیشہ بہت فائدہ معلوم ہوا۔ غرضکہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ایک تولہ سرمہ سفید اور بھیجدیں۔

راقم ڈاکٹر ریاض الدین مقام گرنگ ضلع جلپائیگوڑی۔ سرحد چین

۳۔ جناب پروفیسر صاحب تسلیم۔ آپکا سرمہ ایک مریض پر استعمال کیا جسکو عرصہ سے دھند ناخنہ تھا۔ کارنک لوشن۔ کاسٹک لوشن۔ لیڈ لوشن کسی سے اسکو فائدہ نہ ہوا۔ آپکے سرمہ سے ایک ہفتہ کے استعمال سے کلی فائدہ ہوا۔

راقم ڈاکٹر نوازش علی پنشنر۔ مقام ویرو وال۔

۴۔ جناب پروفیسر سیوا سنگھ صاحب تسلیم۔ میں نے آپکے یہاں سے سفید سرمہ ہیرے کا منگوا کر استعمال کیا۔ عمدہ جسکا فائدہ ہوا بلکہ صحت کلی حاصل ہو گئی۔ آپ کا سرمہ جملہ امراض چشم کو مفید ہے۔ بصارت کو طاقت بخشتا ہے۔ تیسرے دن فائدہ معلوم ہوتا ہے۔ واقعی یہہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ اس لئے میں خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ اس سرمہ سے بہتر آنکھ کیلئے اور کوئی دوا نہیں ہے۔

راقم مہاراج کنور چترپال سنگھ صاحب بہادر ریاست محکاراں اودھ

۵۔ جناب سردار صاحب تسلیم۔ آپکا ہیرے کا سرمہ استعمال کیا۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ بیشک یہہ سرمہ کمزوری چشم کیلئے بہت مفید ہے۔ میری آنکھیں بہت کمزور تھیں ہیں لگاتار ایک پہر کام کرنے سے سخت درد ہو جاتا تھا۔ اب میری یہہ کیفیت ہے کہ صرف چار روز کے استعمال سے تین پہر بلکہ تمام دن اچھی طرح کام کر سکتا ہوں۔ راقم۔ میاں خورشید محمد خان خلف نواب یٰسین محمد خان صاحب بہادر رئیس اعظم ریاست بھوپال۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ہیرے کی سندات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کر دے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا جو لاہور کے پنجاب بنک میں اسی غرض کے لئے ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء میں جمع کیا گیا ہے۔

پادری آر، ڈی، ٹریسی۔ صاحب ایڈیٹر صاحب و منیجر نور افشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ واکمی کے اہتمام سے چھپا